ہو ہو ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ
اے ختم رسل قرب تو معلومم شد دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ

سرّ السلوک

(مصنفہٗ)

حضرت سیدنا ابو العلا رضی اللہ عنہ

و

مترجمہ مولوی منظور احمد صاحب ناظر

دربیان مراتب فنا و وصول الی اللہ تعالیٰ۔

اس واجب الوجود کی حمد کے بعد کہ جو جملہ موجودات عالم کی

ہزار ہا صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا۔ ؎

ذات نے اس کی ہر اک شکل ہی کی جلوہ گری

شکل آدم میں کبھی صورتِ حوا میں کبھی

اور اس لیے جون وبے چگوں کے شکر کے بعد کہ جو صد ہزار

چونی اور چگونگی میں ظاہر ہوا اور جس کا تعین موجود نہیں ؎

تعجب ہے کہ بے رنگی میں اس کی رنگ ہی لاکھوں

بڑی حیرت ہے اس بے شکل کی ہیں صورتیں لاکھوں

ع بلند و پست ہے جو کچھ بھی ہے وہ سب ہمہ اوست

وہی ہمسایہ ہمنشین ہمراہ ❊ ہے گدا بھی وہی وہی بادشاہ

جلوت فرق ہو کہ خلوت جمع ❊ بس وہی ہے ہر جگہ واللہ

درود اس حبیب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

ہر کہ جس کے پیدا کرنے کے ارادہ پر جملہ موجودات کی ایجاد ہوئی ہے یا مصطفےٰ محمد و محمود آپ ہیں ٭ ایجادِ کائنات کے مقصود آپ ہیں

اس کے بعد فقیر حقیر دل شکستہ اور خودی سے رہائی پایا ہوا ابوالعلا احراری الحسینی عرض کرتا ہے کہ یہ رسالہ مراتب فنا اور وصول الی اللہ تعالیٰ کے بیان میں ہے جو طالب کہ اس کے طریق پر سلوک اختیار کرے اور جیسی کہ چاہئے کوشش کرے امید قوی ہے کہ مقصود حقیقی سے کہ وصول بحق ہے سے شرف یاب ہوگا۔

اب جان اے بھائی کہ فنائے اعظم جو وصول اعلیٰ مقامات حقہ ہے تین قسم پر مشتمل ہے۔

پہلی فنافی الافعال۔ دوسری فنافی الصفات تیسری

فنا فی الذات۔

فنا فی الافعال سے مراد سالک کا خود اپنے اور جملہ عالم کے اختیار سے باہر جاتا ہے یعنے اپنے اور جملہ عالم کے جملہ حرکات وسکنات و افعال کو جو خود اپنے آپ سے اور دوسروں سے منسوب کیا کرتا ہے اور خود اپنے اور دوسروں کے سمجھا کرتا ہے سب کے سب کو اللہ کے ساتھ منسوب کرنا اور اللہ کے افعال جاننا اور ان سب کو اللہ کی طرف سے جاننا اور اپنے افعال کا تعلق اللہ سے ایسا ہی خیال کرنا کہ جیسا کنجی کی حرکت کا قفل

فنا فی الافعال سے مراد سالک کا اپنے آپ کو خود اپنے اختیار سے اور جملہ عالم کو خود اس کے (جملہ عالم کے) اختیار سے باہر جانتا ہے۔

کھولنے والے کے ہاتھ یا مردہ کی حرکت کا غسال کے ہاتھ سے اور کسی چیز اور حرکت کو کسی اور سے منسوب نہ کرنا کیونکہ ایسا کرنا اس گروہ کے پاس شرک اور کفر ہے۔

ہے اس میں شرک کی اک نوع پنہاں گر کہے کوئی
ستایا زید نے مجھکو عمرو نے کر دیا زخمی

سہ دانہ صیاد ازل نے جب بکھیرا دام پر
اک پرندہ آپھنسا نام اس کا رکھا آدمی

نیک و بد جو کچھ گزرتا ہے جہاں میں سب کا سب
کر کے اوروں کا بہانہ کر رہا ہے آپ ہی

سہ کمان میں تیر ہے در اصل خود اس صید افگن کی
کمان ابروئے معشوق کا لیکن بہانہ ہے

فنا فی الصفات سے مراد سالک کا خود اپنے اور دوسرون

کے جملہ صفات کو اللہ کے صفات جاننا ہے یعنی ہر ایسی اپنی

اور دوسرون کی صفت کو جو صفات حیات ۔ علم ۔ ارادہ

قدرت ۔ سمع ۔ بصر اور کلام سے متعلق ہو ۔ اپنی اور دوسرون

کی صفت جاننا اور جس کو خود اپنے آپ سے اور دوسرون سے

منسوب کرتا ہے اور اپنی اور دوسروں کی بدولت اس کا وجود

سمجھتا ہے اللہ سے منسوب کرنا اور اللہ کی صفت جاننا اور ہرگز

اپنے آپ سے اور دوسروں سے منسوب نہ کرنا کیونکہ یہ بھی

اس بلند پایہ گروہ کے پاس شرک عظیم ہے ۔

ہر زباں سے بولتا ہر کان سے سنتا ہوں میں

ہے تعجب کان ہی ظاہر ہیں جیسے زبان

نقل ہے کہ جب سلطان العارفین حضرت خواجہ
بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز نے دارِ فنا سے دارِ بقا
کا سفر فرمایا ان کی روح پاک سے خطاب ہوا کہ اے
بایزید ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لایا ہے؟ عرض کی خداوندا
توحید لایا ہوں جواب آیا اُذکُر لَیلَۃَ اللّبَن یعنی یاد کر
دودھ والی رات کو کہ ایک رات تو نے دودھ پیا تھا اور
تیرے پیٹ میں درد ہو رہا تھا کسی نے پوچھا کہ آپ کے پیٹ
مین درد کیوں ہو رہا ہے تو نے جواب دیا کہ آج رات میں
نے دودھ پیا تھا۔ اس لئے میرے پیٹ مین درد ہو رہا ہے
تو نے پیٹ کے درد کو دودھ سے منسوب کیا پھر اب کہتا ہے
کہ توحید لایا ہوں ؎

کسی سچے نے کیا کہدی یہ سچ بات

کہ ہے توحید اسقاط اضافات

سبحان اللہ تعالیٰ شانہ سلطان العارفین کی صرف ایک ہی نسبت بہ غیر حق پر ان کی توحید کو توڑ ڈالا اور شرک میں شمار صد افسوس دوسروں کا کیا حال ہوگا جو ہمیشہ ہی اس بلا میں مبتلا ہیں :

حق سبحانہ جل شانہ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے۔

مَا یُؤمِنُ اَکثَرُھُم بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُم مُّشرِکُونَ۝

یعنے بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ ایمان لاچکے ہیں مگر دراصل مشرک ہیں۔

جبتک تیری عادت ہی ہیگی رہی ہے شیطان منافق ہے تو درویش نہیں ہے

فنا فی الذات سے سالک کا اپنی اور جملہ عالم کی ذات کو اللہ کی ذات دیکھنا اور جاننا مراد ہے یعنی سالک جو یہ جانتا ہے کہ نہیں میں ہوں اور عالم عالم ہے تحقیق کے ساتھ جاننا اور دیکھنا کہ اللہ ہے اور یقین کے ساتھ جاننا اور تصور کرنا کہ حضرت حق تعالیٰ مرتبۂ اطلاق سے نزول فرما کر ان انواع و اقسام کی صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے۔ سب کچھ وہی ہے۔ اس کا غیر حق موجود نہیں۔

دیکھتا جو کچھ ہے تو سب یار ہے
غیر اس کا وہم اور پندار ہے
جلوہ زا وہو معکم کا جمال
کب سر اک میں طاقت دیدار ہے

اسی موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ[۱]۔ (جس نے پہچانا اپنے نفس کو تحقیق اس نے پہچانا اپنے رب کو) یعنی جو شخص کہ اپنے آپ کو یہ جان لے کہ میں نہیں ہوں حق ہوں جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہوں اس نے حقیقت میں پہچان لیا اپنے رب کو اور یہ بھی فرمایا

---

[۱] من عرف نفسه بالعدم فقد عرف ربه بالقدم من عرف نفسه بالنقص فقد عرف ربه بالکمال وغیرہ یعنی جب اپنے نقص و زوال و عدم و معدوم و مردگی۔ جہالت مجبوری ناتوانی کری کوری گنگی کا علم ہوا تو اللہ تعالیٰ کے کمال و قدم و حیات و علم و ارادہ و قدرت و سماعت و بصارت و کلام کے صفات سے واقف ہوا اور پہچانا کسی شئے کا کمال دوسری شئے کے نقص و زوال سے پہچانا جاتا ہے۔

حدیث[۱]

عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ (پہچانا مین نے اپنے رب کو اپنے رب سے)

یعنی جب تک کہ مین تھا حق کو نہ پہچانتا تھا جبکہ اپنے آپ

کو حق جان لیا اور اپنے آپ سے جا چکا حق نے حق کو پہچان

لیا ۔

جب تلک تو ہے پتہ حق کا نہ ہرگز پائیگا

جب نہ ہوگا تو خدا خود رونما ہو جائیگا

اس معرفت اور فنا کے حاصل کرنے کی ایک ترتیب ہے

اس ترتیب کے ساتھ سلوک اختیار کرنے سے مقصود اعظم

کہ خدا شناسی اور وصول الی اللہ ہے حاصل ہوگا ترتیب یہ ہے:۔

۱۔ بندہ کا کہاں مقدور و حوصلہ ہے کہ اللہ تعالی کو پہچانے ۔

سالک کو پہلے چاہیئے کہ تمام عالم کو ایک آئینہ فرض کرلے اور اس میں ہمیشہ جمال حق کو دیکھا کرے اور اس خیال میں اس قدر مستعد اور سرگرم ہو کہ دم بھر کو دیدہ و دل سے دور ہونے نہ دے۔

وہ مگن ہے جس نے صورت یار کی ۞ ہر طرح ہر آئینہ میں دیکھ لی

اس خیال کی انتہا پر بہت ساری چیزیں نمودار ہوں گی۔ اور طرح طرح کی لذتیں۔ رنگا رنگ کیفیتیں حاصل ہوں گی۔

اس کے بعد سالک کو ترقی کرنا اس مرتبہ سے برتر مقام پر آنا اور تمام کو حق دیکھنا اور حق جاننا اور ایسا تصور کرنا چاہیے کہ یہ سب کچھ حق ہے جو ان صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے۔

تیرے جانب کس طرح ہو کوئی سیر

کب ہے خالی تجھ سے مسجد ہو کہ دیر

طالب و مطلوب دیکھے رب کے سب

تو ہی تو ہے کب ہے تیرا کوئی غیر؟

اسکی غیرت نے جہاں میں غیر چھوڑا ہی نہیں

اس لئے وہ خود ہی عینِ جملہ اشیا ہوگیا

اس تصور اور خیال میں ہمیشہ ایسا مصروف اور پابند رہنا چاہیئے کہ کسی ساعت اور کسی آن اس سے خالی نہ رہا جائے اور اس باب میں کوشش اور سعی بلیغ کرنا چاہیئے کیونکہ کوئی مقصود بغیر کوشش اور تلاش کے نہیں مل سکتا کوشش وہ شئے ہے کہ آدمی کو مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ کوشش کرتا اور قیل وقال

چھوڑ دینا چاہئے تاکہ دل و دیدہ اللہ کے تصور میں مستغرق رہے
اس تصور کی انتہا پر اور بہت ساری چیزیں نظر آئیں گی۔
اور طرح طرح کی لذتیں حاصل ہوں گی۔

اس کے بعد سالک کو اس سے بھی آگے ترقی کرنا اس مرتبہ سے برتر مقام پر آنا اپنے آپ کو درمیان سے اٹھا دینا اور اپنے وجود وہمی کی نفی اور حق کے اثبات کی کوشش کرنا چاہیئے۔ یعنی آنکھ بند کرکے یہ تصور کرنا چاہیئے کہ جس کو کہ میں سمجھا کرتا تھا میں نہیں حق ہے جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

چند روز اس تصور میں حد درجہ مصروف اور پابند رہنا چاہیئے تاکہ خود کو بھول جایا کرے۔ اور خود کو اور جملہ عالم کو حق جاننا چاہیئے اور حق دیکھا جائے۔

سالک جب اس تصور میں خودی سے گزر جائیگا اس کے باطن سے جس طرح کہ اس خودی سے رہائی پائے ہوئے فقیر کے باطن سے نکلتا ہے یہ ترانہ نکلیگا ؎

محو حیرت ہوں کہ جس کو "میں" کہا کرتا تھا میں
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں خود اس کو وہ "میں" اب کیا ہوا

جب یہ تصور اس قدر غالب ہو گیا کہ سالک خود کو بھول گیا۔ تب دیکھنے والا اور دکھائی دینے والا ایک ہو گیا اور پردہ اٹھ گیا اور وصول حق حاصل ہو گیا ؎

خود ہی شاہد ہی خود مشہود بھی ∴ غیر اس کا ہے کہاں موجود بھی؟

؎ دل بھر ترے ساتھ تھا خبر کی دہی
شب ساتھ رہا ادنگھنے میں رات کٹی

جو کچھ ہے سو میں ہوں یہ گمان تھا مجھکو

میں جملہ تو ہی تو تھا حقیقت جو کھلی

میرا معشوق عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا۔ بلکہ خود مجھ میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

میں سمجھا کہ طلب اس سے ملادیگی مجھے۔ یہ غلط وہم و گمان تھا مجھے معلوم نہ تھا

یعنے بے خود ہونا۔ خود سے گزر جانا اور نیست ہو جانا ہی اللہ کے

طالبوں کا مقصود اور مطلوب ہے۔ اور یہی ہے انتہا اور کمال فقر کا۔

سالک کا اس مقام پر پہنچنا مقام فنا فی اللہ پر پہنچنا ہے ؎

جس کا کہ فنا شیوہ ہو اور فقر امیں ٭ گو معرفت دیں نہ ہو اور کشف و یقین

وہ اٹھ گیا درمیان سے اللہ رہا ٭ الفقر اذا تم ھو اللہ ہے یہیں

اسی موقع پر فرمایا ہے کہ صوفی وہ نہیں ہے جو بہت ساری

چلہ کشیاں اور ریاضتیں کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے

بلکہ صوفی وہ ہے کہ خود نہ رہے۔ اس مقام پر کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِهٖ اِنْتِهَائُهٗ هِیَ الرُّجُوْعُ اِلَی اللّٰهِ بِاللّٰهِ تعالیٰ کا راز فاش ہوتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ اپنے جملہ طلبگاروں کو اس مقصود تک ضرور پہنچائے بحق النبی وآلہ الامجاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔

غزل شیخ ابراہیم عراقی رحمتہ اللہ علیہ

نخستین بادہ کاندر جام کردند
ز چشم مست ساقی وام کردند

برائے صید مرغ جان عاشق
ز زلف ماہرویاں دام کردند

بعالم ہر کجا رنج ملامت
بہم بردند وعشقش نام کردند

ز بہر نقل مستان از لب و چشم
مہیا شکر و بادام کردند

چو خود کردند راز خویشتن فاش
عراقی را چرا بدنام کردند

(مولوی منظور احمد صاحب ناظرؔ)

بہ رہ تو دیدہ بدوختم شدہ عمر و یار نیامدی

دل و جان بہ آتش ہجر تو مگر اے نگار نیامدی

ز من ستم زدہ سوئے تو شدہ قاصدے پئے قاصدے

بسر خزان زدہ گلشنم مگر اے بہار نیامدی

تو بگو کہ دست ستم کجا کہ رسم بکوئے تو یار من

مگر آہ با ہمہ آگہی تو بہ بار یار نیامدی

بہ میان بادیہ تا بہ کے نہ بزخم سینہ دمے رہے

ہمہ چیدتم بہ جبین غمے بہ غمین زار نیامدی

شدہ سالہا بت بے وفا کہ کسے نیافت ازو نشان

بتلاش تربت ناظرت میر کوہسار نیامدی

زہے جوشش بہ بہ خنجر بکف مردانہ می آئی

بہ ہر گہ سوے من قصدے کنی ترکانہ می آئی

بہ بوں آیم براے مقدست خالی کنم جارا

چو وے جانِ جہاں با جلوۂ جانانہ می آئی

بہ پا بوست بقید جامہا از دست میخوارا

چو سوے میکدہ با غمزۂ مستانہ می آئی

بہ ہر دم طرفہ تلبیسے بہر ساعت عجب شانے

گدایانہ زمی گاہے گہے شاہانہ می آئی

نبودہ آشنا لبہاے نوشین تو با تلخی

کنوں در گفتگوے تلخ بیباکانہ می آئی

مریضِ عشق را چہ مرض ہجز تو چہ می باشد

تو خود به حالِ ادو در خنده خصانه می آئی
به رنگ نوبهاران سینه ات آتش کده ناظر
سرت گردم چرا پس سوئے آتش خانه می آئی

(۶)

یار من که سراپا لطف بیکران باشد
با هزار تقصیرم یار مهربان باشد

توبه می شکنم هر دم باز توبه می ورزم
رحمتش نمی دانم این چه وجه آن باشد

ایکه قیل و قالِ تو شرح دفتر عشقی
ویکه علم و حالِ تو راز کن فکان باشد

دارم این سوال از تو با کمالِ نادانی
گرچه خامشی دانم کار عاقلان باشد

هر دمے ز من جرمے سر زند ز تو عفوی
ناظرت کجا آخر شاخ زعفران باشد

(۷)

نرگس کہ ہمی بیند بے خود نگرانستے
دیدہ است نگاہ او حیرت زدہ زانستے

یک محشر بیتابی بر دل شدگان برپا ست
این فتنہ کہ برپا شد از چشم بتانستے

عیبم مکن ای زاہد من بندہ متقدم
گر رند نظر بازم تقدیر چنانستے

این خرقہ سالوسم صد عیب مرا پوشد
زہدی کہ ہمی ورزم نادان بگمانستے

آنکس کہ خبر دارد مہری بلب خود زد
افسانہ کہ در دہر است از بیخبرانستے

این شعر ترم آیے ہر لحظہ زنو دارد
زان مولوی ثانی کو شاہ شہانستے

ہم نغمہ رومی ام مانند حزین ناظر
این پردہ کہ می سنجم زان جان جہانستے

(۴)

ناظر چو بدست ابا الیمین بدادم دست
حقا کہ بصد صدق و یقین بوسم دست

دست از ہمہ مطلوب کشیدم بارے
زان روز کہ مقصود چنین دادم دست

زان روز که صدق در یقین است مرا | بگذار جنان و حور عین است مرا

مردم بطواف کعبه ورزند سفر | آن کعبه و قبله با الیقین است مرا

(۲)

در راہِ طلب اہل یقین را دریاب | بگذار حسیر مکان یقین را دریاب

گر طالب صادق مرشد کسے (عاشق) | بگزر زہمہ و با الیقین را دریاب

(۳)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُنْشِى الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ

ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِى الْقِدَمِ

مَوْلَاىَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا

قصیده

اصبحت زائراً لک یا شحنة النجف ‖ بهر نثار مرقد تو نقد جان بکف

تو قبلهٔ دعائی و اهل نیاز را ‖ روی امید سوی تو باشد ز هر طرف

می بوسم آستانهٔ قصر جلال تو ‖ در دیده اشک عذر ز تقصیر ما سلف

گر دیده های چشم مرصع ز گوهرم ‖ فرش حریم قبر تو باشد زهی شرف

رو کرده اند ز جانب اکناف سوی تو ‖ تا گیرم ز حادثهٔ دهر در کنف

بر روی عاکفان تو مفتاح گشته است ‖ ابواب گنج کنز بمفتاح من عرف

خصم تو سوخت در تب تبت چو بولهب ‖ تا دیده از زبانهٔ قهرت هنوز تف

رفت از جهان کسی که نه پی بر پی تو رفت ‖ لب پر ز حیف یا اسفا و لهفا از اسف

تا جنس را چه حد که زند لاف حب تو ‖ ور ابود بجانب موهوم خود شغف

جنسیت است شرط تعشق مرا سبب ‖ حاشا که جنس گوهر رخشان بود خزف

جامی بر آستان تو کا بجای سجود ‖ هر صبح و شام بهر صفا می کشد صف

السلام ای تیغ تو گوهر دریای جود — السلام ای تازه از گلبرگ نمو او وجود

السلام ای آنکه از آیات رحمت آیتی — نور پاکش کرد از قدسیان او را سجود

السلام ای آنکه تنگ از طلعت فروغها — صیقل تیغ تو از آیینه گیتی زدود

السلام ای آنکه نامد در محبت کون مکان — نیست پیدا بجز نور تو در چشم شهود

السلام ای آنکه بر فرش هست یافت — اطلس ای کش ز شب کرده تمام از روز پود

السلام ای آنکه از شجاعت زخم — جز کلید لطف بر خلق تو اند کشود

السلام ای آنکه تا بوده ام در دین محبت آمده — در سرم سودای دو عالم تمنای تو بود

صد سلامت می فرستم هر دم ای فخر کرام
بو که آید یک علیکم زین جواب صد سلام

بلغ العلی بکماله — کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله — صلوا علیه وآله

سنه ۱۳۲۳ — سنه ۱۳۲۳

مرحوم حاجی کپتان مالک اخبار شوکت الاسلام پریا بازار ...
(حیدرآباد دکن)